إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ
اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

(ترجمہ) بیشک اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ موجودہ حالت چھوڑ نہ دیں۔ اگر وہ موجودہ حالت سے ہٹ جائیں تو پھر اللہ کے سوا ان کو کوئی تھام نہیں سکتا بیشک وہ حوصلے والا اور بخشنے والا ہے۔ (سورہ فاطر آیت نمبر 41)

پاکستان میں زلزلے کی تباہ کاریاں

اسباب اور تجاویز



از رشحاتِ قلم

علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تمام پڑھنے والوں سے عاجزانہ درخواست ھے کہ میرے بچوں کی صحت اور تندرستی کیلئے دعا فرمائیے۔ اللہ تعالٰی آپ سب کو ہر مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے۔ آمین

نیاز مند۔ فاروق حسین گولڑوی

پاکستان میں زلزلے کی تباہ کاریاں

اسباب اور تجاویز

8 اکتوبر صبح آٹھ بجکر پچاس منٹ پر آنے والے زلزلے نے پورے ملک میں شدید خوف وہراس پھیلا دیا مظفر آباد، بالاکوٹ اور دھیر کوٹ کے علاوہ بہت سے مقامات اس کی زد میں آئے، جہاں ہزاروں کی تعداد میں عورتیں، مرد، بچیاں، بچے اور نوجوان لقمۂ اجل بن گئے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بھی شدید جھٹکے محسوس کیے گئے، جن کی طاقت ریکٹر سکیل پر 7.6 ریکارڈ کی گئی ایک 10 منزلہ عمارت تباہ ہوگئی اور دیگر کئی عمارتوں کو بھی جزوی نقصان پہنچا اور متعدد اموات واقع ہوئیں، دیہی علاقوں میں لوگ تا حال محسوس کئے جانے والے جھٹکوں کی وجہ سے مکانات چھوڑ کر کھلے میدانوں اور کھیتوں میں ٹھہرے ہوئے ہیں، بارش اور سردی سے ان بے چاروں کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے، اس سانحہ پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

جہاں ہمیں قدرت کی طرف سے آئی ہوئی یہ آفتِ ناگہانی درسِ عبرت دیتی ہے، وہاں رجوع الی اللہ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے، وہ لوگ جو دُنیا کی محبت میں کھو کر اپنے خالق و مالک کو فراموش کر چکے تھے اور یادِ الٰہی سے غافل

ہوکر دُنیا کی رنگینیوں میں مست ہو چکے تھے، زلزلے کے چار جھٹکوں نے اُنہیں بیدار کر دیا وہ کلمۂ طیبہ، ذکرِ الٰہی اور تکبیر و استغفار کی طرف متوجہ ہوگئے اور اُنہیں پھر سے یاد آ گیا کہ کائنات کا خالق کوئی اور ہے ہم نہیں ہیں، نظامِ کائنات چلانے کا اختیار ہمارے ضعیف ہاتھوں میں نہیں بلکہ صرف اُس کے ہاتھ میں ہے جو اِس ساری کائنات کا حقیقی مالک ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم یا کسی فرد کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو اُس کے پاس عذاب کے بے شمار طریقے ہیں جن کا احاطہ عقلِ انسانی نہیں کر سکتی، پاکستان تو پھر بھی ایک ترقی پذیر مُلک ہے کوئی بڑی سے بڑی ترقی یافتہ مملکت بھی اُس کے بھیجے ہوئے عذاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی، امریکہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو آج کے دور میں ہر طرح سے ترقی یافتہ اور سُپر پاور کہلاتا ہے مگر حالیہ سمندری طوفان نے اُسے بے بس کر کے رکھ دیا باوجود جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل ہونے کے وہ اپنے مُلک والوں کو نہ بچا سکا اور علاقے کے علاقے تباہ ہو کر رہ گئے۔

یوں تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، بے سبب عطا کرنے اور بے سبب عتاب کرنے والا ہے اور اُس کی بے نیازی و استغناء ایک مسلّم امر ہے، مگر اتنا فرق ضرور ہے کہ اگر وہ اپنے کسی مقبول بندے کو آزمائش و تکلیف میں مُبتلا کرتا ہے تو مخلوق پر اُس کے مقامِ صبر و رضا کو ظاہر کرنے اور اُس کے درجات بُلند کرنے کے لیے کرتا ہے اور عام بندوں کو اُن کے بُرے اعمال کی پاداش میں مُبتلائے آفت کرتا ہے، جس مُلک کے لوگ اُس کے بتائے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ابلیس کے اشاروں پر چلنے لگیں، اُس کے رسول کے

اُسوۂ حسنہ کو فراموش کر کے دُوسرے غیر الہامی نظامِ حیات کے مقلد بن جائیں، حقوق العباد کو نظر انداز کر دیں، رشوت ستانی، مردم آزاری، چور بازاری، لُوٹ کھسوٹ، خود غرضی، حرام خوری، کمزوروں کے ساتھ زور آزمائی اور ہر کام میں بددیانتی اور بے ایمانی کو اپنی عادت بنالیں، ناچنے گانے، لہو ولعب میں مست رہنے اور موج میلہ اُڑانے کو روشن خیالی کا نام دینے لگیں، نجی پروگراموں اور حکومتی سطح پر ہونے والی تقریبات میں رقص وسُرود، فحاشی، عُریانی اور گلیمر کو لازمی حصہ سمجھا جانے لگے، خواتین کی ہاکی، فٹبال، کراٹے، تیراکی، کرکٹ، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور دُوسرے کھیلوں کے مقابلے حکومتی سطح پر مُسلسل کرائے جانے لگیں تو پھر اُس دھرتی کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یوں آتا ہے کہ پورے ماحول کو آ لیتا ہے، پھر خشک کے ساتھ تر بھی جل جاتا ہے اور قوم کی مجموعی بداعمالیوں کی بنیاد پر آنے والی ایسی گرفت مجموعی ماحول کو جھنجوڑتی ہے اور مجرموں کے ساتھ بے گناہ لوگ بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔

لہٰذا مُسلمان پر ضروری ہے کہ وہ ہر لمحہ اُس سے ڈرتا رہے، اُس سے معافی مانگتا رہے اور اپنی گذشتہ زندگی کے اعمال پر اشکِ ندامت بہا بہا کر اُس کے دروازے پر سجدہ ریز رہے صرف اُسی کو نفع دینے اور نقصان دینے والا سمجھے، قاضی الحاجات اور مشکلیں حل کرنے والا صرف اُسی کو جانے، کسی انسان سے ہرگز وہ عقیدت یا عقیدہ وابستہ نہ کرے، جو صرف اللہ جلّ جلالہ، سے وابستہ رکھنا چاہیے، اُسے چاہیے کہ ہر حال میں اپنے ذہن کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھے، کیونکہ اُمتِ مسلمہ کو یہ عقائد قرآنِ مجید اور پھر حضور ختمی مرتبت ﷺ نے نہ صرف مرحمت فرمائے ہیں، بلکہ ان پر پختہ ایمان رکھنے کی

تلقین بھی فرمائی ہے اور ہر دور میں اُمت کی ممتاز دینی و رُوحانی شخصیات اور اکابر نے انہی عقائد و افکار کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگیاں بسر کی ہیں۔

آج وہ قوتیں کہاں گئیں جو منصب غیب دانی پر فائز المرام ہونے کے زعم میں لوگوں کو اُن کے مستقبل کا حال بتاتی ہیں اور جنہیں آفات ارضی و سماوی کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ تھا وہ نمبر دو قسم کے جعلی روحانیت کے مدعی اور اُمورِ دُنیا میں تصرف کرنے اور تقدیریں بدل دینے کے مدعی شعبدہ باز کہاں گم ہو گئے ہیں۔ آج کوئی بھی زمین کو ہلنے سے نہ روک سکا، معصوم بچوں مردوں اور عورتوں کو موت کے مُنہ سے کوئی نہ بچا سکا۔ آج مخلوق خُدا کے سامنے خُدا بن کر بیٹھنے والے وہ سب روحانی دُکاندار کہاں رُوپوش ہو گئے؟ آج امریکہ، جاپان، برطانیہ، جرمنی جیسے فُل پاور ملک اور اُن کے جدید آلات اور اُنکی دُنیا کو ہلا دینے والی قوتیں اور دھمکیاں کہاں گئیں، کیا اب بھی اُنہیں یقین نہیں آیا کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ذات کوئی اور ہے؟ اِس کائنات کا مکمل نظام کسی اور ہستی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہستی وہی ہے کہ جس کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

(ترجمہ) بیشک اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے، کہ وہ موجودہ حالت چھوڑ نہ دیں۔ اگر وہ موجودہ حالت سے ہٹ جائیں تو پھر اللہ کے سوائے اِن کو کوئی تھام نہیں سکتا بیشک وہ حوصلے والا اور بخشنے والا ہے۔ (سورۃ الفاطر، آیت نمبر 41)

کیا ابھی دورِ حاضر کے مسلمان اپنی وہی روایتی بے وفائی اور پُرانی روِش اپنائے رکھیں

گے، جو کبھی مشرکینِ عرب اور کفارِ مکہ کا طرزِ عمل، تھا جس کی مذمت وتردید قرآن میں متعدد مقامات پر کی گئی ہے۔ مثلاً سورۂ یونس کی آیت نمبر 22,23 میں ارشاد فرمایا گیا۔

هُوَالّذی یُسَیِر کُم فِی البَرِ وَالبحرِ ط حتّیٰٓ اِذا کُنتم فی الفلك ج و جَرَینَ بِهِمْ بـریحٍ طَیِّبَةٍوَّ فَرِحُوا بها جَآء تُهاریحٌ عَاصِفٌ وَ جَآء هُم الموجُ من کُلِّ مَکَانٍ وَ ظَنُّـوآ اَنَّهُم اُحِیطَ بِهِم دَعَوُ ا اللهُ مُخلصینَ لَهُ الدِّینَ ط لـئن اَنجَیتَنَا مِن هَـذِهٖ لـنکُونَنّ مِنَ الشّٰکِرِینَ o ط فَلَـمّـا اَنْجٰهُم اِذَا هُم یبغُونَ فِی الَارضِ بغیر الحقِّ ط یـآیّهَـاالنّاسُ اِنّمَا بَغْیُکُم عَلٰی اَنفُسِکُم مَتَاعَ الحیوةِ الدُّنیا ز ثمّ اِلَینَا مَرجِعُکم فَنُنَبِّئُکُمْ بِما کُنتُم تَعمَلُون o

اسی طرح سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 65 میں فرمایا گیا:-

فَـاذَا رَکِبُـوا فِی الفُلکِ دَعَوُا اللهَ مُخلِصِینَ لَهُ الدِّین o ج فلمّا نجّٰهُم اِلَی البَرِّ اِذَا هُمْ یُشرِکُونَ o لا

(اللہ) وہ ہے کہ تُم کو خشکی اور دریا میں چلاتا (سیر کراتا) ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے اُن پر موجیں اُٹھتی چلی آتی ہیں، اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ گھر (پھنس) چکے ہیں (اُس وقت) سب خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ ہی کو پکارتے ہیں، کہ اگر تو ہم کو اس (ناگہانی حالت) سے بچالے تو ہم ضرور شکر گزار (حق شناس) بن جائیں۔ پھر جب اللہ ان کو بچالیتا ہے (اُس ناگہانی مصیبت سے نجات دیتا ہے) تو وہ فوراً زمین

میں نہ حق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال بننے والی ہے۔ دُنیوی زندگی سے لُطف اندوز ہو رہے ہیں، پھر ہماری طرف تمہیں پھر کے آنا ہے، پھر ہم تمہیں سب کیا ہُوا بتا دیں گے۔ (سورہ یونس آیت نمبر ۲۳، ۲۲)

پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو وہ اللہ کو پکارتے ہیں، درآں حالیکہ وہ اخلاص سے اُس کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں اور جب وہ ان کو خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو یکا یک وہ شرک کرنے لگتے ہیں (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۵)

ایسے ہی سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶۳، ۶۴ میں اُن مشرکین کے رویے کو یوں بیان کیا گیا اور اُنہیں اپنے پیغمبرِ اعظمؐ کی زبانِ حق ترجمان سے یوں کہلوایا گیا۔ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ o قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ o آپ کہیئے کہ خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے؟ جسے تم عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے تو ہم شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہیئے اس مصیبت سے اور ہر تکلیف سے تمہیں اللہ ہی نجات دیتا ہے پھر تم شرک کرتے ہو (سورۃ الانعام آیت نمبر ۶۳، ۶۴)

پہلے میں بھی سب کی طرح ایک روایتی مسلمان تھا، مگر جب میرے مالک نے مجھے مزید نوازا تو میں نے کائنات کے حقائق پر غور کرنا شروع کیا۔ سورج، چاند، ستاروں پہاڑوں، آسمان کی بلندی، زمین کی بناوٹ اور اس میں موجود مناظرِ فطرت، بہتے دریاؤں، چلتی ہواؤں، برستے بادلوں، جاتی خزاں اور آتی بہار، رنگ و نسل کا امتیاز اور

لسانی اختلاف کروڑوں اربوں انسانی اشکال کے باہمی تفاوت اور اِن جیسی محیّر العقول قدرتوں کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا تو میرے دل کی دنیا بدل کر رہ گئی۔ میں نے کئی مرتبہ غور کیا کہ آج جو اشیاء انسان کے زیرِ استعمال ہیں اُن کا پتہ لگانے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں ملک نے بنائی ہے اور فلاں چیز فلاں مُلک اور کمپنی کی ایجاد ہے یہ سوچ کر جب میری نظر سورج چاند اور اس دنیا میں بکھرے ہوئے حقائق پر پڑتی کہ یہ سب کچھ کس نے بنایا ہے، ان میں سے کسی چیز کے بنانے کا کسی ملک نے آج تک دعوٰی نہیں کیا۔ اتنی ضخیم اور گہری زمین کون تیار کرسکتا ہے؟ اتنے وزنی اور اتنے بلند پہاڑ پوری دنیا میں کون سا ملک نصب کرسکتا ہے، خشکی پر پھیلی ہوئی ہر ذی حیات چیز کو رزق کونسا ملک دے سکتا ہے۔ تیز ہوائیں کون چلاتا ہے، بیٹھے بٹھائے ہنستے بستے گھروں کو کون اجاڑتا اور بساتا ہے۔ ہر انسان میں موجود پورے نظامِ حیات کو کون چلاتا ہے۔ ایک نجس قطرۂ آب کو انسان کا مقدس ہیکل اور باوقار روپ کون دیتا ہے۔ کمسنی، لڑکپن، جوانی، بڑھاپے اور کھولت کے مراحلِ حیات سے کون گزارتا ہے بعض اوقات قوتیں اسباب اور طاقتیں ہونے کے باوجود عاجز اور بے بس کون کر دیتا ہے۔ مایوسی کے گھپ اندھیروں میں اُمید کی کرن بن کر کون چمکتا ہے۔ انسان کس کے آگے اپنی آرزوئیں، تمنائیں اور التجائیں پیش کرنے سے شرمندگی محسوس نہیں کرتا۔ بے بسی اور بے کسی کے عالم میں انسانی فطرت کس کو اپنے قریب تر محسوس کرتی ہے۔ ظالموں سے مظلوموں کا انتقام کون لیتا ہے۔ حشرات الارض کے شعور میں اُٹھنے والے خاموش تقاضوں کی زبان کون سمجھتا ہے۔ انسان کو انسان کے شر سے کون محفوظ رکھتا ہے۔ اس وسیع وعریض اور لامتناہی مخلوق

کے سینوں میں دھڑکتے دلوں پر موت و حیات کی مہریں لگانے والا کون ہے؟ کُرسیِ اقتدار پر بیٹھنے والے مطلق العنان حکمرانوں کو بے بس کردینے والا کون ہے۔شاہوں کو گدا اور گداؤں کو شاہ، بنا دینے والا کون ہے اپنے مقبول بندوں کی نصرت کرنے اور اُن کے ہاتھ پر معجزات و کرامات کا ظہور کرانے والا کون ہے؟ ارض و سماوات اور اس پوری کائنات کی مُدّتِ تخلیق اور مُدّتِ اختتام کون جانتا ہے۔اور اس طرح کے بے شمار سوالات نے ذہن کو غور وفکر پر مجبور کیا۔جس کے نتیجے میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس ساری کائنات اور ہر متنفس کے نظامِ حیات و ممات پر حتمی اور مکمل حکمران ایک ایسی ذات ہے، جو وحدہٗ لا شریک ہے اور اُس کی قدرت واختیار کے آگے ساری کائنات ایک کمزور وناتواں تنکے کی حیثیت رکھتی ہے۔قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر انسان کو تدبّر و تفکّر کا حُکم دیا گیا تا کہ وہ محض خوش عقیدگی کی بنا پر اُسے ربّ کائنات تسلیم نہ کرے، بلکہ کائنات میں اُس کی پھیلائی ہوئی نشانیاں دیکھ سمجھ کر اُس کی کبریائی پر ایمان لائے۔
اپنے اس دعوٰی کی دلیل میں یہاں بکثرت قرآن واحادیث سے شواہد پیش کیے جاسکتے ہیں،لیکن اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فقط چند آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں، سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا:-بے شک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے، وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔اور اُس نے رات کو آرام کے لیے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے، یہ بہت غالب اور بے حد علم والے کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو بنایا، تاکہ تم اُن سے خشکی اور سمندری کی تاریکیوں میں ہدایت (راستہ معلوم) حاصل کرسکو، بے شک ہم نے

علم والے لوگوں کے لیے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ وہی ہے جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا، پھر ہر ایک کے ٹھہرنے کی جگہ اور اُس کی سپردگی کی جگہ ہے، بے شک ہم نے سمجھنے والوں کے لیے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ وہی ہے جس نے آسمانوں سے پانی برسایا پھر اُس سے ہر قسم کی نباتات اُگائی، پھر اُس سے سرسبز کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہہ بہ تہہ لگے ہوئے دانے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کیے جو جھکے پڑتے ہیں اور انگوروں اور زیتون اور انار کے باغ اگائے جو ملتے جلتے بھی ہیں اور مختلف بھی ہیں۔ جب یہ درخت پھل لائیں تو انکے پھل اور انکے پکنے کی طرف دیکھو، بیشک اس میں ایمان والے لوگوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں۔
(سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۵ تا ۹۹)

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا۔ بے شک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے، رات اور دن کے بدل کر آنے اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے سمندر میں رواں دواں ہیں اور اُس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا پھر اُس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اللہ کے تابع ہیں، ضرور ان سب میں عقل والوں کے لیے اللہ کی معرفت کی نشانیاں ہیں۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۴)

بہر حال جس نے جان دی ہے اُسے جان لینے کا بھی اختیار ہے، اُس کے کسی بھی فعل کو حکمت سے خالی اور اُس کی کسی آزمائش کو خلاف عدل نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق وہ سینکڑوں ماؤں اور باپوں کی شفقت و محبت سے

کئی گنا زیادہ اپنی مخلوق پر شفیق ہے۔ وہ کسی جان پر ظلم نہیں کرتا البتہ ہم اپنے اعمال و اعتقاد کے ذریعے اپنے آپ پر خود ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ ہمیں کسی بڑی اور مجموعی آفت و سزا میں مبتلا کرنے سے پہلے صحیح طرح سے تنبیہ فرماتا ہے کہ شاید ہم سمجھ جائیں، بداعمالیوں سے باز آ جائیں، اپنے اردگرد ہونے والے مختلف حادثات کو اپنے لیے انتباہ سمجھیں اور اپنی کج روی ترک کر دیں لیکن جب ہم کسی طرح نہیں سمجھتے تو پھر وہ ایسا بھی کر دیتا ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں فرمایا:-

تو کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آ جائے، وہ سو رہے ہوں اور کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں، کہ اُن پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت آ جائے جب وہ کھیل کود میں مشغول ہوں (سورۃ الاعراف آیت ۹۷،۹۸)

اسی طرح سورۃ الملک میں اُس نے ہمیں بیدار کرنے کے لیے فرمایا "کیا تم اُس ہستی سے جو آسمانوں میں ہے بے خوف ہو گئے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے اور وہ زمین پھٹ پڑے (یعنی اچانک وہ زمین ہلنے لگے)۔ جب اِس تفصیلی جائزے کے بعد زلزلے سے ہونے والی اموات پر غور کرتے ہیں، جن میں معصوم بچے، نوجوان، بوڑھے اور عورتیں شامل ہیں، تو سر تسلیم خم کرتے ہوئے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اے سب کے مالک و خالق تیرے راز تُو ہی جانتا ہے۔ ہماری عقلیں ناقص ہیں ہم تیری بھیجی ہوئی کسی آزمائش اور کائنات میں ظہور پذیر ہونے والے کسی بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے حادثہ کے عملِ صُدور کی حقیقی علّت و حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہیں ہمیں اپنی

غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کا اعتراف واقرار ہے، ہم تیری عاجز مخلوق ہیں، گناہ گار اور خطا کار ہیں، ہمارے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ فرما۔ یہ محض تیرا کرم اور تیری شانِ ستاری ہے کہ تُو نے ہمیں آج تک آفات سے بچایا ہوا ہے، ورنہ ہم تو اپنی بداعمالیوں کے سبب تیری زمین پر ایک قدم چلنے کے قابل بھی نہیں۔ اِس آفتِ ناگہانی کے ہاتھوں جو معصوم جانیں لقمۂ اجل بنیں اُن کی بے زبانی اور پاک دامنی کے طفیل ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ ہماری جو مائیں، بہنیں، بیٹیاں، بھائی اور بزرگ مرتبۂ شہادت کو پہنچے ہیں، اُن کے اعمالِ صالحہ کے صدقے ہمارے جریدۂ اعمال پر اپنا قلمِ عفو پھیر دے بقولِ راقم الحروف ؂

باطن نگر وعذر پذیر آقا ہے
ربِّ دوجہاں بھی کیا نصیر آقا ہے
ہم زود گریز و دیر آمادہ غلام
تُو زود نواز و دیر گیر آقا ہے

قارئینِ محترم! اِس جانکاہ حادثہ کے متعلق چاہے امتحان کے الفاظ استعمال کیے جائیں یا اِسے تنبیہ کہا جائے یا پھر اِسے عذابِ خداوندی قرار دیا جائے، اِس کے جو بھی اسباب متعین کیے جائیں یہ بات تو طے ہے کہ ہم آج کے مُسلمان نیچے سے لے کر اوپر تک، عوام سے حکمرانوں تک، انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی مزاج و اندازِ حیات تک ، اپنے معمولاتِ شب و روز سے لے کر عقائد و افکار کے معیار تک جس روش پر جا رہے ہے

ہیں اِن خشک سالیوں، سمندری طوفان، ژالہ باریوں، ٹرین حادثات اور زلزلوں کے بعد اب مزید گنجائش نہیں رہ گئی کہ ہم اپنے اُوپر حُجتِ خداوندی کو تمام نہ سمجھیں اِس کے بعد تو بس پھر وہی زلزلہ ہی رہ گیا ہے جس کے متعلق خلاقِ عالم نے فرمایا:-

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو: بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اُسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دُودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تُو دیکھے گا کہ لوگ متوالے (نیم پاگل) دکھائی دیں گے حالانکہ وہ درحقیقت متوالے نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔(سورۃ الحج آیت نمبر ۱-۲)

قیامت سے پہلے آنے والے حالات کے متعلق احادیثِ مبارکہ میں جو کچھ فرمایا گیا کیا ہم وہ سب کچھ اپنے گرد وپیش میں نہیں دیکھ رہے؟ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مالِ غنیمت کو (ذاتی ملکیت سمجھ کر) چند ہاتھوں میں رکھا جانے لگے اور امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے، علم کو اللہ کی رضا کے مقصد کے بغیر (حصولِ منصب و مرتبہ اور تحصیلِ دولت کے لیے) پڑھا جائے، مرد اپنی بیوی کی فرماں برداری جبکہ ماں کی نا فرمانی کرے، دوست کے ساتھ نیکی اور باپ کے ساتھ جفا کرے، مسجدوں میں (فساد کی) آوازیں بلند ہونے لگیں، قوم کا سردار سب سے زیادہ بُرا انسان ہو، اُس کے شر کے خوف سے اُس کی عزت کی جائے، گانے بجانے اور لہو ولعب کے آلات کھلے عام آ جائیں، شراب پی جانے لگے، اِس اُمت کے بعد والے لوگ پہلوں کو لعنت کرنے

لگیں تو اُس وقت انتظار کرو، لال آندھی یا دھنسنے (زلزلے) کے عذاب یا زمین پھٹ جانے یا چہروں کے مسخ ہونے کا'' اعمال کے علاوہ عقائد جو اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لیے شرط ہیں اُن میں ہماری پوزیشن کیا ہے۔ آج ہم نے اللہ تعالیٰ کے بجائے سینکڑوں خُدا بنا رکھے ہیں۔ دولت، منصب، حکومت، طاقت یہ سب ہمارے لیے خُدا کا درجہ رکھتے ہیں، شرک کا موذی مرض ہمیں اندر ہی اندر گھُن کی طرح چاٹے جا رہا ہے، صفاتِ باری تعالیٰ بندوں کے لیے بے دریغ ثابت کی جا رہی ہیں۔ آخر جب یہ زلزلہ آیا تو میں قوم سے یہ ضرور پُوچھوں گا کہ آج ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر انسانی مقدر کا حال بتانے والے اور ٹونوں سے خلقِ خُدا کو ڈرانے والے قاضی الحاجات بنکر محفلیں سجانے والے کہاں گئے۔ وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جو اپنے حقیقی مالک کو چھوڑ کر عُمر بھر دردر کی ٹھوکریں کھاتے رہے کیا اب تک اُن پر حقیقت نہیں کھُلی؟ جب زمین نے ذرا کروٹ بدلی تو اُس وقت سب کے لبوں پر استغفر اللہ، اللہ اکبر، اور کلمۂ طیبہ کے الفاظ خود بخود کیوں جاری ہو گئے، مساجد میں بعدِ نماز ان کلماتِ مقدسہ کا ورد کرنے پر بدعت کے فتوے لگانے والے اُس وقت اِن کلمات کا ورد کیوں کرنے لگے؟ ایسی حالت میں کسی نے اپنے باپ دادا پیر و مُرشد اور کسی دوسری شخصیت کو کیوں نہیں پُکارا؟ معلوم ہوا کہ سب کے سب دل کی گہرائیوں سے جانتے تھے کہ ایسے نازک لمحات میں ارض وسماوات کے خالق کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اُس کے مقبول بندے یا اُن کی ارواح بھی اُس وقت اپنے مالک کے حُکم کے تابع ہو کر دم بخود ہو جاتی ہیں۔ اور زبانِ حال سے پُکار اُٹھتی ہیں کہ مُلک تیرا ہے اور مخلوق بھی تیری ہے، اِن کے ساتھ آج تُو جو سلوک بھی روا

رکھے ہم میں کسی کو مجالِ دم زدن نہیں یہ الگ بات کہ وہ بے نیاز ذات اپنے کسی مقبول بندے کی موجودگی اور دُعا استغفار کی برکت سے کسی علاقے یا خطے کو محفوظ رکھ چھوڑے مگر معاذ اللہ اُس کے فیصلوں میں دخیل وشریک کوئی نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب آسمان پر بجلی چمکتی اور کڑکتی تو حضور علیہ السلام اپنے حجرۂ مبارکہ سے بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہوئے نکل پڑتے کہ اے ہمارے مالک اِس بجلی اور کڑک کو ہمارے لیے عذاب نہ بنا دینا، جس طرح پہلی اُمتوں پر ایسی ہی صُورتوں میں عذاب نازل ہوجاتا تھا۔

ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ آخر ہم میں سے کسی نے خوف زدہ ہوکر بارگاہِ الٰہی میں یہ الفاظ عرض کیوں نہیں کیے وجہ یہ ہے کہ جس کو جتنا قرب باری تعالیٰ اور عرفان حق حاصل ہوتا ہے وہ اُتنا ہی ڈرتا ہے، چونکہ انبیاء علیہم السلام کے طبقہ کو سارے عالمِ انسانیت سے زیادہ اور پھر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام انبیاء ومُرسلین سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور عرفان حاصل تھا، اس لئے ایسے مواقع پر آپ اپنے خالق کی بے نیازی اور بے پرواہی سے ڈرتے ہوئے اُس کے حضور عجز وانکسار اور اپنی بندگی کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے اہلِ بیت، صحابہ کرام اور اولیائے اُمت کو چونکہ عوام کی نسبت اللہ تعالیٰ کا قرب اور عرفان زیادہ حاصل تھا اسلئے وہ اپنے رسولِ مقبول کے اتباع وسنت کو اختیار کرتے ہوئے زندگی کے ہر مشکل موقع پر معافی کے خواستگار ہوتے تھے۔ آج بھی جن خوش نصیب لوگوں کو یہ مرتبہ حاصل ہے وہ عوام کی نسبت کہیں زیادہ اپنے مالک سے ڈرتے بھی ہیں اور پھونک پھونک کر قدم بھی رکھتے ہیں، چونکہ میرا تعلق خود ایک خانقاہ سے ہے اسلئے مجھے صوفیائے سلف کی

سیرت پڑھنے کا موقع ملا۔اولیائے امت کا اپنا مقام ہے اور مجھے سب کا احترام ہے مگر توحید اور اُس کے متعلقات کا جو درس حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں دیا ہے اُس نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ میں جب آج کے پیروں، فقیروں اور مُریدوں کو دیکھتا ہوں تو اپنے سمیت اکثریت کو حضرت شیخؒ کی توحید کے متعلق تعلیمات اور عقائد سے بے بہرہ پاتا ہوں۔ اور اپنے مالک کی بارگاہ میں دست بستہ التجا کرتا ہوں کہ اے میرے اور سب کے مالک پُوری دُنیا اور بالخصوص پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو اُن عقائد کا وارث بنا جو عقائد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے مواعظ میں کھول کھول کر بیان فرمائے ہیں۔

ہوسکتا ہے میرے متذکرہ بالا اُمور کی نشاندھی کرنے اور تبصرے سے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ جن گناہوں اور بدعملیوں کی نشاندھی آپ نے اہلِ پاکستان کے حوالے سے کی ہے ان میں دوسرے ملکوں کے لوگ بھی تو مبتلا ہیں پھر اس صدی کا یہ سب سے زیادہ تباہ کُن اور مُہلک عذاب ہم پر ہی کیوں نازل ہوا؟ اس کا جواب نہایت واضح ہے کہ دُوسرے مُلک اِسلام کے نام پر وجود میں نہیں آئے اُن کے قیام میں پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جیسے نعرے کارفرما نہیں تھے۔ پاکستان تو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا، ہم نے اس کے قیام کے لیے اپنے رب سے بہت سے وعدے کیے تھے اور ہم نے یہ مُلک نفاذِ اسلام کے اعلیٰ ترین مقصد کے لیے حاصل بھی یوں کیا کہ لاکھوں جانوں کا نذرانہ دے کر، ہزاروں ماؤں، بہنوں، اور بیٹیوں کی عزت و ناموس لٹوا کر، بے شمار عفت مآب خواتین اور پیرانہ سال بزرگوں سے انسانیت سوز سلوک برداشت کر

کے یہ مملکت حاصل کی اور پھر جب یہ ملک حاصل ہو گیا تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پُورا کرنے کے متعلق سوچا تک نہیں۔ بلکہ اِس مُلک میں مختلف حکومتیں اسلام کے نام پر بنیں اور کچھ سیاسی جماعتوں نے نفاذِ اسلام کے نعرے لگا کر ایوانِ اقتدار تک رسائی حاصل کی لیکن سب نے اِسلام کے نفاذ کے متعلق آج تک کچھ نہیں کیا بلکہ شعائرِ اسلامی اور احکامِ شرعی کا مذاق اُڑایا، اللہ اور اُس کے رسول کے ارشادات سے تمسخر کیا، اجتماعی وانفرادی طور پر ہم نے اِسلامی احکام وقوانین سے بغاوت کی۔ اس کی تلافی کے لئے قدرت نے ہمیں بڑی طویل مہلت دی کہ شاید ہماری قوم سنبھل جائے مگر ہم نے سنبھلنے، اپنی اصلاح کرنے اور اس مملکتِ خداداد میں شرعی قوانین نافذ کرنے کے بجائے انگریز کے قانون کو لائحہ عمل اور ضابطۂ حیات بنائے رکھا آخر کار اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ کیا جس کے آثار نظر آ رہے تھے اور جس کے متعلق ایک عرصے سے اربابِ فکر ونظر کتاب وسنّت کی روشنی میں خبر دار کر رہے تھے۔

لہٰذا اب بھی ہمارے اربابِ اقتدار اور کار پردازانِ حکومت اِس جانب سنجیدگی سے توجہ دیں اور آج سے اٹھاون سال پہلے کیا ہوا وعدہ پورا کریں تو شاید سابقہ غلطیوں کی تلافی ہو جائے ورنہ ہر آنے والا دِن مزید خطرناک ہوگا اور اگر بالفرض کوئی ایسی اندرونی یا بیرونی مجبوری ہے کوئی داخلی یا خارجی دباؤ ہے جس کے تحت یہ اِس مُلک میں شرعی نظام نافذ نہیں کر سکتے تو انہیں چاہیے کہ وہ قومی میڈیا پر کھلے عام اپنی عوام کے سامنے اُن مجبوریوں کا اعلان کر دیں محترم صدر پرویز مشرف صاحب اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب نے دیگر مختلف معاشی، دفاعی، جغرافیائی اور اقتصادی معاملات میں قوم کو

تمام اندرونِ خانہ حالات وحقائق سے باخبر کر کے اُنھیں اعتماد میں لیا ہے وہ اس سلسلے میں بھی ایسا کر سکتے ہیں کہ ہمیں امریکہ اسلامی نظام نافذ نہیں کرنے دیتا، برطانیہ کو ہمارے مُلک میں نفاذِ نظامِ شرعی سے فلاں تکلیف ہے اور ہماری پاکستانی عوام اللہ و رسول کے بغیر بھی گزر بسر کر سکتی ہے لیکن امریکہ اور برطانیہ کی ناراضگی مول لے کر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر ایسی کوئی مجبوری نہیں اور یہ اربابِ اقتدار از خود نظامِ شریعت کے منکر اور احکامِ اسلامی کے باغی ہیں تو پھر اب تک ہمہ قسمی سیاسی جھمیلوں سے کنارہ کش رہنے کے باوجود ہمیں بھی میدانِ عمل میں اُترنے اور قوم سے دوٹوک بات کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا کیا ہم نے یوں ہی جلتے، کُڑھتے اور سلگتے ہوئے اپنی زندگی کے دِن گزار دینے ہیں ہم نے اپنا دینی اور ملّی فریضہ ادا نہیں کرنا؟

میرے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ نے اپنی فقیر منشی اور درویش مزاجی کے باوجود انگریز کے دور میں مسلمانوں کی الگ مملکت کی ابتدائی کوششوں میں بھرپور کردار ادا کیا اور پھر میرے جدِّ امجد حضرت بابوجی علیہ الرحمۃ نے قیامِ پاکستان تحریکِ ختمِ نبوت اور استحکامِ پاکستان کے سلسلے میں شاندار خدمات سرانجام دیں، میرے والدِ گرامی حضرت پیر سیّد غلام معین الدین علیہ الرحمہ نے مسلم لیگ کا ساتھ محض اس لیے دیے رکھا کہ وہ لوگ شرعی نظام کے نفاذ کا وعدہ کرتے تھے، لیکن اُنہوں نے بھی اس وعدہ سے انحراف کر کے مزا چکھ ہی لیا تو اب اِس حکومت کو اس سلسلہ میں یاد دہانی کا دینی، اخلاقی فریضہ ادا کرنے کے بعد، ہم عملی امور پر اس سلسلے میں سوچ بچار کر رہے ہیں، اور ان شاء اللہ تمام مکاتبِ فکرِ اسلامی کے عمائدین، محبانِ وطن اور اربابِ دانش

سے رابطہ اور مشورہ کر کے ہم بھی کوئی حتمی قدم اٹھانے والے ہیں۔

عمریست کہ افسانۂ منصور کہن شد

من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک زخمی عورت کے جسم سے زیور اتارنے کے لیے ایک وحشی درندے نے اس کا بازو چوڑیوں سمیت کاٹ لیا، دوسرے سفاک اور ظالم نے کسی مجبور زخمی اور جاں بلب خاتون کا دامانِ عصمت تار تار کر دیا، محترم صدر صاحب! اگر اس موقع پر اُس چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا اور دوسرے سفاک پر شرعی حد جاری کر کے سرِ عام اسے رجم یا جَلا کیا جاتا جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o تو دوبارہ اس ملک میں کسی کمینے کو یہ حرکت کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ میرے خیال میں جس طرح زلزلے سے ڈری سہمی اور عذابِ خداوندی سے دُبکی ہوئی عوام میں اِنابت اِلی اللہ کا جذبہ بیدار ہو چکا ہے۔ شاید پہلے یا بعد کبھی ہو، تو کیوں نہ اس موقع پر ساداتِ کرام کے خاندانِ عالی شان سے منسوب ہونے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کہلانے کے ناتے آپ اپنے نانا جان علیہ صلوٰت الرحمٰن کی شریعت کے نظام نافذ کرنے کا اعلان کر دیں۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اگر یہ موقع مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لئے موزوں ہو سکتا ہے تو نفاذِ شریعت کے لئے کیوں نہیں ہو سکتا۔

آخر میں حکومتِ وقت اور اربابِ اقتدار کی توجہ کے لیے گزارش ہے کہ اس مصیبت

کی گھڑی اور جانکاہ لمحات میں اندرون و بیرونِ ملک سے جس طرح بھاری مقدار میں امدادی سامان آیا ہے اُس کے تقسیم کے طریقِ کار اور فارمولے کو عادلانہ اور منصفانہ معیار کے مطابق مؤثر بنائیں۔ پوری دنیا کے ممالک نے جس فراخدلی سے پاکستان کی مالی مدد اور ہمدردی کے جذبات کا مظاہرہ کیا وہ یقیناً اُن کے حکومتِ پاکستان پر اعتماد اور بیرونی دُنیا میں ان کی اچھی ساکھ اور وقار کی خبر دیتا ہے اِسی طرح اہلِ وطن نے جس ایثار اور قربانی کے جذبات کا اظہار کیا ہے اور اپنے ہم وطنوں کی جس طرح، دامے، درمے، قدمے، سخنے امداد کی ہے، یہ جذبہ لائقِ صد تحسین ہے خُدا کرے یہ جذبہ ہمیشہ سلامت رہے اور خود غرضی و تعصب کا ماحول ختم ہو تو عرض کر رہا تھا کہ حکومتِ وقت کو چاہیے کو وہ اس آنے والی مدد اور امدادی سامان کی تقسیم کا نظام اپنے ہاتھ میں لے اور جس طرح پچھلے دنوں چند غنڈوں نے لُوٹ کھسوٹ کی کوشش کی اُسے ناکام بنا کر مستحق حضرات تک پہنچانے کا اہتمام کرے۔

سربراہِ مملکت جنرل پرویز مشرف صاحب، وزیرِ اعظم شوکت عزیز صاحب اور حکومت کا عملہ بشمول افواجِ پاکستان مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اِن سب نے اپنی روشن دماغی اور مدّ برانہ صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے متاثرینِ زلزلہ تک پہنچ کر ملبے سے لاشیں نکالنے اور انہیں دفن کرنے کے علاوہ زخمیوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کا فریضہ نہایت احسن طریقہ سے سرانجام دیا ہے مگر اِس کے باوجود اگر کہیں بھُول چُوک ہوگئی ہو یا ذرائع آمدورفت کی عدمِ رسائی کے سبب کوئی حصہ یا علاقہ امداد سے محروم رہ گیا ہو تو عوامی حلقوں یا دیگر ناقدین کی طرف سے بجائے اعتراض کے حکومت کو نشاندہی کرنی

چاہیے اورحتی الوسع اِس سلسلے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے باہر سے آنے والی یا اندرونِ ملک جمع ہونے والی مالی امداد کے استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ متاثرینِ زلزلہ کے لیے نئی کالونیاں پختہ بنیادوں پر تعمیر کر کے میرٹ اور استحقاق کے مطابق متاثرین و مستحقین کو الاٹ کی جائیں یوں نہیں کہ وڈیرے لوگ الاٹمنٹ کرالیں اور صحیح حقدار دیکھتے رہ جائیں جیسا کہ چند روز پہلے ایک ناظم صاحب نے ادویات سے بھرے دوٹرک اپنے گھر میں اُتروا کر دوائیاں چھپالیں۔اس کے بعد حکومت ان متاثرین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے مالی امداد کے علاوہ ذرائع روزگار بھی مستقل طور پر مہیا کرے۔ مگر یہ سب کچھ ایسے نظم وضبط کے ساتھ ہو کہ اُن لٹیروں کے ہاتھ مالِ غنیمت تک نہ پہنچنے پائیں (جواب تک پاکستان کو لُوٹ کے کھا گئے ہیں) اور جن کے سیاہ کارناموں کی بدولت یہ مُلک اقتصادی زبوں حالی اور معاشی پژمُردگی کا شکار ہے بلکہ حکومت اپنی فوج کے ہاتھوں میں یہ سامان اور مال دے کر پوری دیانت داری کے ساتھ مستحقین تک پہنچائے۔اگر اِس مال میں کسی پیمانے پر خیانت اور خورد بُرد کا عمل دہرایا گیا تو پھر قوم حکومت سے احتساب لینے کا حق رکھتی ہے اگر حکومت قوم کا احتساب کرسکتی ہے تو قوم کو بھی شرعی اور اخلاقی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکومت سے پوچھے کہ اتنی بھاری مقدار میں آیا ہوا مال کہاں اور کیسے صرف ہوا. بقول راقم الحروف ۔

بتاؤ کیا کیا تم نے مرا دل چھین کر مجھ سے
یہ ایسی شے نہیں تھی جو یہاں رکھ دی وہاں رکھ دی

خلیفۂ دوم حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں اگر ایک شخص کھڑے ہو کر

ایک چادر کا حساب مانگ سکتا ہے تو اِن کارکنانِ حکومت سے کیوں نہیں مانگا جا سکتا؟ بلکہ حضرتِ فاروقِ اعظمؓ منبر پر کھڑے ہو کر خود فرماتے تھے مَن رَأَى مِنكُمْ فِيَّ اِعوِجَاجاً فَلْيُقَوِّمْهُ تم میں سے جو کوئی میرے اندر ٹیڑھا پن دیکھے اُسے سیدھا کر دے۔ آپ کے دور میں معمولی زلزلہ آیا تو آپ نے زمین پر ٹھوکر مار کر فرمایا اے زمین! اگر عمر نے تجھ پر عدل و انصاف کا نظام قائم نہیں کیا تو تجھے ہلنے اور کانپنے کا حق حاصل ہے ورنہ ساکن ہو جا: تو زمین سکون میں آ گئی۔ قحط کے دَور میں آپ آزردہ خاطر، بھُوکے اور پریشان رہتے تھے فرمایا کرتے کہ اگر دریائے نیل کے کنارے کسی اُونٹ یا بکری کا بچہ بھُوک سے مر گیا تو عُمر سے پوچھ گچھ ہوگی، کاش اللہ تعالیٰ ہمارے اربابِ اقتدار کو ان مصیبت کے لمحات میں اُسوۂ فاروقی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اہلِ کشمیر بھی اب یہ بات اپنے ذہن میں صحیح طریقہ سے بٹھالیں کہ پاکستان اس نازک وقت میں اُن کی بلا امتیاز کس طرح امداد کر رہا ہے۔ اور اُنہیں بھی پاکستان کے ساتھ اپنی غیر مشروط وفاداریاں پاکستان کے ساتھ قائم رکھنی چاہیں ؏

پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

آخر میں پاکستان کی زندہ دل اور جذبۂ ایثار سے سرشار قوم کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اسی جذبۂ اُخوت و مُحبت کو قائم رکھتے ہوئے اپنے زلزلہ زدہ مسلمان بھائیوں کی ہمہ قسمی مدد جاری رکھیں، اُن کی دوبارہ اپنے علاقوں یا رہائشی کالونیوں میں سیٹلمنٹ تک ہم اپنی بساط کے مطابق مؤاخاتِ مدینہ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اگر دو دو چار چار بھائیوں کو اپنے ہاں بہ طورِ مہمان رکھ لیں جیسا کہ بتوفیقِ ایزدی ہمارے ہاں گولڑہ شریف

کے لنگر میں سینکڑوں متاثرین کی رہائش وطعام کا اہتمام کیا گیا ہے، تو یقیناً اُن کے زخم کسی حد تک بھر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں یہ توفیق مرحمت فرمائے کہ اس غم واندوہ کی کٹھن گھڑی میں ہم مسلمان بھائیوں کے کام آ سکیں اور اپنی تمام مشکلات وحاجات اُسی حاجت روا کے در پر لے جائیں جس در سے کوئی مانگنے والا خالی نہیں جاتا۔

اے احکم الحاکمین! اے ارحم الراحمین! بندۂ عاجز راقم الحروف اپنی ایک دُعائیہ رُباعی کے ذریعے جملہ اہلِ وطن کی طرف سے تیری بارگاہ بے کس پناہ میں عرض گزار ہے۔

اے ربّ ظواہر و بُطونِ عالم
از زلزلہ ہا ریختہ خونِ عالم
حکمے کہ زمیں دِگر نہ جُنبد از جا
اے قاضیِ حرکت وسکونِ عالم

آمین آمین بحرمتِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

☆☆☆☆☆☆